# ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول وضوابط (صوبہ سندھ کا خصوصی مطالعہ)

# Principles and rules of Invitation and preaching in Hindu Society (Special Study of Sindh province



| 1- Dr. Syed Attaullah Bukhari | 2- Dr. Fayyaz Ahmad Channa |
|---|---|
| Lecturer Cadet College Ghotki, Sindh | Assistant Professor<br>Department of Islamic Studies Sindh university Jamshoro |
| Email: : syedatta4@gmail.com | Email: fayyaz.channa@usindh.edu.pk |



**To cite this article:**

Dr. Attaullah Bukhari , Dr.Fayyaz Ahmed Channa , Jan - June (2021). urdu

ISSN No : 2790-0460

ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول وضوابط (صوبہ سندھ کا خصوصی مطالعہ)

**Principles and rules of Invitation and preaching in Hindu Society (Special Study of Sindh province**

*Albahis: Journal of Islamic Sciences Research*, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

# ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول وضوابط (صوبہ سندھ کا خصوصی مطالعہ)

# Principles and rules of Invitation and preaching in Hindu Society(Special Study of Sindh province)


## Abstract

Hadi –e-Azam Khatm – Un- Nabiyyan Hazrat Muhammad Mustafa (a.s) was sent by Allah Almighty as Khatam –Ul Anbia is an idea source of eternal discipline and growth and guidance as can be seen from the study of Holy that you have adopted the ideal strategy of foresight ,wisdom and thanks to which the air Asians have saluted Musharraf whose golden deeds are shining the pages of the history of the Nation of Islam . Individuals with unparalleled dreams and great talents have embraced Islam from the bottom of their hearts by embracing the blessed hand of Habbar kabria ( peace be upon him) in such a critical time and difficult situation . It began to spread rapidly from the time of rightly guided caliphs till today thanks to the hard work of the callers to Islam. Islam has spread to far and wide . As far as Sindh is concerned which is also called Babul –Ul-Islam in the history of Islam mention of Islam in Pakistan always comes with the arrival of Muslims in ancient India .The rays of Islam in this region had reached the era of the Companions .

You have adopted every style of da'wah in every age by which love of religion has been established among the people was which are still important principles for the supplicants of truth so in this article , keeping in view this region and this society the style of invitation has been arranged in the light of Sira –e- Taiba.


**Key words :** Islam , preaching , Sindh province , Hindu religion , Rules and regulation

**کلیدی الفاظ :** اسلام، تبلیغ، سندھ صبہ، ھندو مذہب، قواعد و ضوابط

### دعوت کے لغوی معنی و مفہوم:

لفظ ''دعوۃ''کامادہ''دع و'' ہے،اور باب ''نَصَرَ یَنْصُرُ'' سے ہے۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ ''الدعاء'' کے معنی ''ندا'' کے ہیں، اگرچہ اس کے بعد منادیٰ مذکور نہ ہو، لیکن ''دعاء'' کا لفظ صرف اس وقت بولا جاتا ہے جب حرفِ ندا کے ساتھ اسم (منادی) بھی مذکور ہو۔ ''الدعاء'' کے معنی تسمیہ (نام رکھنا) آجاتا ہے، جیسے ''دعوتُ ابنی زیداً''۔ ''الدعاء'' کے ایک معنی ''دُعا'' کے ہیں: جیسا کہ سورۃ یونس کی آیت نمبر 10 میں ارشاد ہے

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ [1]

''الدعاء'' بمعنی جمع ہونا اور اکٹھا ہونا کے ہیں حدیث نبوی ہے ''تداعت علیکم الامم''۔ نبی کریم ﷺ نے قیصر روم ہر قل کے نام جو دعوتی مکتوب بھیجا اس کے الفاظ یہ تھے (ادعوک بدعایۃ الاسلام)، اس کے بارے ہیں ابن اثیر لکھتے ہیں کہ: ''أي بدعوته وهي كلمة الشهادة التي يدعى اليها الملل الكافرة. وفي رواية: بداعية الاسلام وهي مصدر بمعنى الدعوة كالعافية والعاقبة''[2]۔

دینی اصطلاح میں دعوت وہ پیغام ہے جو اللہ تعالی نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے توسط سے انسان کو دیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالی کا یہ پیغام اس کے بندوں تک بے خوف و خطر اور بغیر کسی ردوبدل کے پہنچایا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد اسی دعوت کی تجدید تھا۔

### تبلیغ کا مفہوم :

تبلیغ کے کلمہ کی اصل (ب ل غ) ہے۔ بلغ کے معنی ہیں پہنچنا، پکنا اور بالغ ہونا، جب باب افعال اور تفعیل سے یہ مادہ آئے گا، جیسے ابلغ اور بلغ تو معنی ہوں گے، پہنچانا، پیغام رسانی کرنا۔ علامہ زمخشریؒ اس مادہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''بلغ الفارس: مديده بعنان فرسه ليزيد في عدوه۔ ''یعنی گھوڑے کے تیز دوڑنے کے لیے لگام کو بڑھانا۔

بتبلغۃ سے مراد وہ چھوٹی رسی جو بڑی رسیوں کو جوڑنے کا کام دے جیسے ''ووصل رشاءه بتبلغة وهو حبيل يوصل به حتى يبلغ الماء وهو الدرك'' [3] ''یعنی اپنی رسی کو چھوٹی رسی سے جوڑا کہ پانی تک ڈول پہنچ جائے جو زیریں حصہ ہے''

---

[1] اصفہانی، راغب، المفردات فی غریب القرآن، ج۱، ص ۳۴۲تا۳۴۴، اسلامی اکادمی، لاہور، ۱۹۹۰ء۔

[2] ابن اثیر، النھایۃ فی غریب الحدیث، تحت مادہ: دع و، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۹ء۔)

[3] علامہ زمخشریؒ، اساس البلاغہ، ص۲۹

اس لغوی معنی سے ہی اصطلاحی معنی واضح ہو جاتے ہیں یعنی مبلغ اور مخاطب کے درمیان ایسا رابطہ قائم کرنا کہ مبلغ کی بات مخاطب کے دل ودماغ تک پہنچ جائے۔ یہ کلمہ قرآن مجید میں اسی مادے سے 78 مرتبہ آیا ہے اور ان میں ایک تہائی کے قریب یعنی 27 مرتبہ دین کی تبلیغ کے معنی اور مفہوم میں وارد ہوا ہے [4]۔

کلام کو شیریں وفصیح بنانے کے لیے علم بلاغت میں بھی یہی مادہ ہے اور ذرائع ابلاغ کے لیے بھی یہی مادہ استعمال ہوا ہے۔ قرآن حکیم کی متعدد آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ معاشرتی نظم کو ہر قیمت پر برائیوں سے پاک رکھنا چاہیے۔ انفرادی برائیاں بڑھ کر اجتماعی شر کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ اس لیے اسلامی معاشرہ انہیں آغاز ہی میں ختم کرنے کا انتظام کرتا ہے۔ چوں کہ اسلامی معاشرہ باہمی خیر و فلاح کے اصول پر قائم ہے، لہٰذا وہ عمل جو اسے نقصان پہنچائے، مٹ جانا چاہیے۔ ان کے علاوہ اسلامی معاشرے میں پاکیزگی، ضبطِ نفس، لہو و لعب سے اجتناب، رواداری، فاسد رسوم سے کنارہ کشی اور معاشی عدم توازن سے بچاؤ کے اصول بھی نافذ رہتے ہیں۔

لہذا اس اعتبار سے دعوت کے مخاطب مسلمان اور غیر مسلم دونوں ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو صحیح مسلمان بنانے کیلئے کام کیا جاتا ہے جب کہ غیر مسلموں تک اسلام پہنچانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ دعوت میں دونوں کام بیک وقت ساتھ ساتھ ہونے چاہیں۔

## غیر مسلم معاشرے میں انبیاء کرام کا طریقہ دعوت:

انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی بعثت دنیا والوں کے لئے رحمت ہے، اگر ان حضرت کے وجود کا ذریعہ نہ ہوتا تو ہم گمراہوں کو اللہ تعالیٰ (جو واجب الوجود ہے) کی ذات وصفات کی پہچان کی طرف کون رہنمائی کرتا، اور اس کی پسندیدگی و ناپسندیدگی کے کاموں میں کون امتیاز پیدا کرتا؟ انبیاء کرام کی بعثت ہر دور میں ایسے معاشرے میں ہوئی جہاں معاشرہ جہالت میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا، غیر شرعی حرکات وسکنا اور رسم ورواج عام تھیں، لوگ شرک وکفر میں مبتلا ہوتے، کہیں شخصیت پرستی کا زور اور کہیں منصب پرستی عروج پر ہوتی، کہیں جانوروں کی عبادت کی جارہی ہوتی تھی اور کہیں سورج وچاند کو خدا کا درجہ دیا ہوا تھا، الغرض کفر وجہالت میں گھرا ہوا معاشرے میں انبیاء کرام نے آواز حق بلند فرمائی اور دعوت وتبلیغ اور انسانیت کی اصلاح کے لئے جو اصول وضوابط دنیا کے سامنے پیش کیے ہیں وہ قابل ذکر ہیں اور دعوت وتبلیغ کے میدان میں موجود ہر داعی کے لئے بہترین نمونہ ہیں بے شک یہ انبیاء کرام کی ہستیاں ہی تھیں جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم اس کی مخلوق تک پہنچایا اور ان پوری انسانیت کے سامنے حق کو واضح کر دیا۔ اور اس دعوت وتبلیغ کے میدان میں منجانب اللہ انبیاء کرام کی تربیت کی جارہی تھی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان اصولوں پر عمل پیرا تھے، لہذا یہاں اختصار کے ساتھ غیر مسلم معاشرے میں انبیاء کرام کی

---

4 معجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم۔ (بذیل مادہ)

دعوت کے چند اسلوب پیش کئے جائیں گے جیسا کہ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر انبیاء کرام کو دعوت کے اصول وضوابط بیان فرمائے گئے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 44 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى [5]

پس اسے نرمی سے دعوت دو، شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈرنے لگے

اس آیت کریمہ میں طریق دعوت سے متعلق ہدایت دی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ وہارون کو ارشاد فرمایا گیا کہ " پھر بھی تم دونوں فرعون سے نرمی ہی کی بات کرنا "۔ اس سے دعوت و تبلیغ کے کام کے سلسلہ میں ایک عظیم اور اہم اصول کی راہنمائی فرمائی گئی ہے کہ اگرچہ فرعون ایک بدترین کافر ہے جو کہ۔ { اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى } ۔کا دعویٰ کرتا ہے اور تم دونوں اللہ کے رسول اور اپنے دور کے عظیم اور پاکیزہ ترین انسان ہو مگر اس سب کے باوجود تم اس کے ساتھ حق کی بات نرمی ہی سے کرنا۔ داعی حق معلم اور مربی ہوتا ہے۔ اس کے اندر معلم کا صبر اور برداشت اور مربی کی ہمدردی اور غمگساری یکساں طور پر اپنی نمود رکھتی ہیں۔

آیت کے دوسرے حصے میں فرمایا کہ اگر آپ ( علیہ السلام ) نے اسے نہایت ہمدردی اور غمگساری سے دعوت دی تو امکان ہے کہ وہ نصیحت کو قبول کرلے کیونکہ زبان سے جھڑنے والے الفاظ پھولوں کی طرح خوشبو دیتے ہیں۔ اور ہمدردی اور غمگساری سے کہی ہوئی بات ہی دلوں کا مرہم بنتی ہے۔ اسی طرح نرمی کے ساتھ ہی اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تذکرہ کیجیے اور اس کے تحمل اور بردباری کو واضح کیجیے۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ [6]

نوح نے کہا، اے میری قوم ! میں گمراہ نہیں ہوں، بلکہ رب العالمین کا ایک رسول ہوں

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو 950 سال تبلیغ فرمائی، قوم اس حد تک سرکشی میں مبتلا تھی کہ بہت ہی کم تعداد میں لوگ آپ کی بات پر ایمان لائے، یہاں نوح علیہ السلام کے صبر کے پیمانے کا بھی علم ہوتا ہے، اور حضرت نوح علیہ السلام کی کی وسعت قلبی اور تحمل مزاجی کا ایک نمونہ سامنے آتا ہے آپ کی وسعت قلبی، تحمل اور کشادہ ظرفی کا نمونہ ملاحظہ ہو کہ ان لوگوں کی اس قدر بے ہودہ گفتگو اور یاوہ گوئی کے جواب میں آنجناب نے ذرہ برابر بھی کسی اشتعال یا جذباتیت کا کوئی اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ سادہ اور مختصر لفظوں میں اتنا فرمایا کہ لوگو! مجھ میں ضلالت و گمراہی کی کوئی بات نہیں۔ بلکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کا پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں اور بس۔ سو یہ کمال عبدیت اور للہیت و بے نفسی کا ایک ایسا عظیم الشان مظہر ونمونہ ہے جو حضرات انبیائے کرام کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتا، بہرکیف حضرت نے اپنے اس جواب سے ان لوگوں کے سامنے اپنی

[5] طٰہٰ، 20 : 44

[6] اعراف، 7 :61

اصل حیثیت کو واضح فرمادیا کہ میرے اندر گمراہی کی کوئی بات نہیں بلکہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں اور اسی کا پیغام تم لوگوں کو پہنچا رہا ہوں۔

اسی طرح دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں ھود علیہ السلام کا صبر بھی قابل دید ہے، آپ کی قوم نے آپ پر طرح طرح کے جملے کستے تھے جیسا کہ:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ [7]

بیشک ہم آپ کو کم عقلی (بیوقوفی) میں دیکھتے ہیں اور بیشک ہم آپ کو جھوٹے لوگوں میں سمجھتے ہیں

حضرت ھود علیہ السلام نے ان کے سخت رویوں پر صبر کیا اور ان کے بے ہودہ کلمات کے جواب میں صرف ان کی مشرکانہ حرکتوں سے خود کو بری الذمہ قرار دیا، جیسا کہ ھود علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں موجود ہے،

قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ [8]

ہود نے کہا: میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں، اور تم بھی گواہ رہو کہ تم اللہ کے سوا جس جس کو اس کی خدائی میں شریک مانتے ہو، میں اس سے بری ہوں۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو ناپ تول میں کمی جیسے گناہ سے متعلق آگاہ کیا تو آپ کی قوم نے آپ کا مذاق اڑایا اور آپ پر طرح طرح کے جملے کسنا شروع ہو گئے

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ [9]

انھوں نے کہا اے شعیب! کیا آپ کی نماز آپ کو یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے اور ہم اپنے مالوں کو اپنی خواہش کے مطابق صرف کرنا چھوڑ دیں بیشک آپ تو بہت بردبار اور راست باز ہیں۔

حضرت شعیب (علیہ السلام) کی نماز پوری قوم میں معروف تھی کہ بکثرت نوافل و عبادت میں لگے رہتے تھے اس لیے ان کے ارشادات کو بطور استہزاء کے نماز کی طرف منسوب کیا کہ تمہاری یہ نماز ہی تمہیں (معاذاللہ) ایسی غلط باتیں بتاتی ہے، ان کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھی یوں سمجھتے تھے کہ دین و شریعت کا کام صرف عبادات تک محدود ہے معاملات میں اس کا کیا دخل ہے، ہر شخص اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے، اس پر کوئی پابندی لگانا دین کا کام نہیں جیسے اس زمانہ میں بھی بہت سے بے سمجھ لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں۔

---

[7] الاعراف 7 : 66

[8] ھود 11: 54

[9] ھود 11: 87

قوم نے خالص ہمدردی، دلسوزی اور نصیحت کا جواب اس قدر تلخ دیا مگر حضرت شعیب (علیہ السلام) شان پیغمبری رکھتے ہیں، یہ سب کچھ سننے کے بعد بھی اسی ہمدردی کے ساتھ مخاطب ہو کر مزید فہمائش کے لیے فرمانے لگے:

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ [10]

شعیب نے کہا اے میری قوم! یہ بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھ کو اپنے پاس سے عمدہ رزق عطا کیا ہو (تو میں اس کا حکم کیسے نہ مانوں) اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جن کاموں سے میں تم کو منع کرتا ہوں میں خود اس کے خلاف کروں میں تو صرف اپنی طاقت کے مطابق اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور میری توفیق صرف اللہ کی مدد سے ہے میں نے اسی پر توکل کیا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

شعیب (علیہ السلام) نے ان کے کفر و عناد اور استہزا کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ لوگو! اللہ نے مجھے علم و نبوت کی نعمت سے نوازا ہے، اور میری حلال روزی میں خوب وسعت عطا فرمائی ہے، تو کیا میرے لیے یہ مناسب ہے کہ صرف تمہیں خوش رکھنے کے لیے اللہ کی وحی میں خیانت کروں، لوگوں کو شرک و ظلم سے روکنا اور اصلاح نفس کی دعوت دینا چھوڑ دوں؟ اور میں نہیں چاہتا کہ جن کاموں سے تمہیں روکتا ہوں وہی کام میں خود کروں، تمہیں توبتوں کی عبادت سے منع کروں اور خود اس پر عمل نہ کروں، اور میں نے جو تمہیں خیر کے کام کرنے کی دعوت دی ہے اور برائی سے روکا ہے، تو میرا مقصود تمہاری اصلاح ہے اور مجھے ہر خیر کی توفیق دینے والا اللہ ہے، میرا اعتماد صرف اسی پر ہے اور خوشی اور غم ہر حال میں میرا ملجا و ماوی صرف وہی ہے۔

شعیب علیہ السلام کے جواب میں دعوت کا یہ طریقہ بھی واضح ہوتا ہے کہ داعی کو چاہیے کہ وہ جس تعلیم کی دعوت دے رہا ہے اس پر خود بھی عمل پیرا ہو، یہ بھی دعوت کا ایک خوبصورت طریقہ ہے۔

**صوبہ سندھ کا مختصر تعارف اور ہندو مذہب:**

سندھ کا مشہور دریا مہران ہے جسے دریائے سندھ بھی کہا جاتا ہے، سرزمین سندھ کی ساری رونق دریائے سندھ سے ہے، اس کا پانی جہاں تک پہنچتا ہے وہاں تک سرسبزی و شادابی ہو جاتی ہے، یہ دریا ملک تبت کے کیلاش پہاڑ سے نکل کر تقریبا 11 سو میل کشمیر، پنجاب اور سرحدی صوبہ سے چل کر مٹھن کوٹ کے نزدیک پانچوں دریا پنجاب سے لے کر کشمور کے قریب سندھ میں داخل ہوتا ہے اور جنوب مغرب کی طرف 700 میل بہہ کر کیٹی بندر کے نزدیک متعدد شاخوں میں تقسیم ہو کر میدانوں میں بہتا ہوا بحر عرب میں جا گرتا ہے۔

**"سندھ" نام کی وجہ تسمیہ:**

---

[10] ھود 11: 88

آریا قوم سے قبل سندھ کے باشندے اس ملک کو کیا کہتے تھے تو ابھی تک تاریخ کی زبان اس بیان کے متعلق خاموش ہے، مگر جب آریالوگ ہندوستان آئے وان کے اسلحہ نے اس تمام حصہ ملک پر قبضہ کر لیا جسے دریائے اٹک سیراب کرتا تھا، اپنی فتوحات کا نقش گہرااور مضبوط کرنے کے لئے ان اضلاع پر تسلط حاصل کرکے انہوں نے اپنی حملہ آوری کی رفتار رول اور یہیں سکونت پذیر ہوگئے اسی وجہ سے اس ابتدائی زمانے میں یہ دریاآریہ لوگوں کادریا کہلاتا تھا۔ آریہ لوگوں نے قبضہ کرنے کے بعد اس دریاکانام سندھور کھ دیااس لئے کہ نیزان کی زبان سنسکرت میں سندھو کے معنی دریا کے تھے اور سمندر کادیوتاان کے اعتقاد میں اس نام سے یاد کیاجاتا تھا

بعض انگریز محققوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے 1500 سال قبل آریہ قوم نے مشرق کی طرف آگے قدم بڑیااور وادی گنگا کی طرف بڑھی یہ لوگ اپنی فتح میں جوں جوں آگے بڑھتے جاتے یہ ملک سندھو بھی وسیع ہو جاتا تھا لیکن وادی گنگاتک پہنچ کے آریو نے اپنی مقبوضہ قلمرو کو "آریہ ورت" کا خطاب دے دیا مگر آریو کے پرانے بنی عم اور مغربی دوست پڑوسی ایسے نہ تھے کہ آریالوگوں کے مقرر کئے ہوئے اس نئے خطاب کو تسلیم کر لیتے انہوں نے ہندوستان کو آریہ ورت نہ کہا بلکہ سندھو ہی کہتے رہے [11]۔

ایرانیوں نے سندھ کو اپنے لہجے میں ہند کر ڈالا اور یونانیوں نے "ھ" کو اس کے قریب المخرج "ہمزہ" سے تبدیل کر کے " اند" کر دیا، رومن میں جاکر اند سے اندیا ہو گیا اور انگریزی زبان میں چونکہ "دال" نہیں اسلے وہ" انڈیا" "INDIA" بن گیا۔ ادھر ایشیاء کے یورپی ملکوں مثلاً سیام، لنکا، برہما میں اس کو اندریا کہتے ہیں پالی زبان میں بھی یہی لفظ مستعمل ہے لیکن خود سندھی اپنے ملک کو سندھ ہی کہتے رہے اس لئے غیر ملکیوں نے اس ملک کے دو حصے کر ڈالے، ایک نام سندھ رکھا اور دوسرے کا ہندر کھا چنانچہ عربوں کی آمد تک یہی تقسیم قائم تھی

**سندھ کی حدود:** سندھ کی حدود مختلف زمانوں میں مختلف رہی ہے یعنی سندھ کے حاکموں کا قبضہ جہاں تک رہا سب سندھ کہا جاتا تھا راجہ داہر جو سندھ کا آخری ہندو راجہ تھا، اس کے عہد میں جب عربوں نے حملہ کیا ہے تو سندھ کی حدیں یہ تھیں:

شمال میں دریائے جہلم کا منبع جس میں کشمیر کے نشیبی اضلاع شامل تھے، اور کوہ قابل کا سلسلہ اس کی حد بندی کرتا تھا، پھر شمال مغرب تک دریائے ہل مند پر جاکر وہ ختم ہوتا اور جنوب مغرب میں ایران اور سندھ کی سرحد اس مقام پر تھی جہاں ساحل کے سامنے مکران کا جزیرہ منشور واقع ہے، جنوب کی طرف بحر عرب اور جنوب مشرق میں خلیج کچھ، مشرق میں راجپوتانہ اور جیسلمیر کی سرحدیں آکر ملتی تھیں، غرض اس وقت تمام شمال مغربی صوبہ پنجاب کا علاقہ، افغانستان کا وہ علاقہ جو دریاے ہل مند تک ہے، سارا بلوچستان مع کچھ، علاقہ جودھ پور کی تک کا نام صوبہ سندھ تھا [12]۔

[11] عبدالحلیم شرر، تاریخ سندھ، سٹی بک پوائنٹ کراچی، ص10

[12] ابو ظفر د سنوی ندوی، تاریخ سندھ، بھٹو پر نٹگ پریس لاہور، ص6

**سندھ میں مذاہب:**

1881 ءمیں سندھ کی کل آبادی 2542976 تھی جن میں سے 1387576 مرد اور 1155400 عورتیں تھیں، ان میں سے 1887204 مسلمان، 305059 ہندو، 126976 سکھ، 86040 غیر ہندو 6082، عیسائی 1191، جین 1063، پارسی 153، 26 یہودی، اور برہمو اور بودھ تھے۔ اور 1931ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 29 لاکھ آدمیوں کی ہے جو بمبئی کی کل آبادی 1/9 حصہ کے برابر ہے، اس آبادی کا 3/4 حصہ مسلمان ہے اور باقی 1/4 میں مختلف اقوام ہندو، سکھ، عیسائی پارسی مشترک ہیں[13]۔

**صوبہ سندھ میں ہندو مذہب:**

لفظ ہندو پہلی مرتبہ ایرانیوں نے استعمال کیا تھا جو کہ ہمالیہ کے شمال مغربی دروں سے گزرتے ہوئے ہندوستان میں وارد ہوئے تھے، کیوکہ لفظ ہندو ان لوگوں کے لئے استعمال ہوتا تھا جو دریائے سندھو کی وادی میں آباد تھے، یا وہ علاقہ جو دریائے سندھ کے پانی سے سیراب ہوتا تھا۔ موجودہ دور میں پاکستان کے صوبہ سندھ میں کل .29. اضلاع ہیں۔ حکومت پاکستان کے سرکاری ریکارڈ کے مطابق ہندوؤں کی آبادی 55 لاکھ ہے، تاہم ہندوؤں کی ایک تنظیم کے مطابق پاکستان میں 80 لاکھ ہندو بستے ہیں۔

پاکستان میں ہندومت کے پیروکاروں کی تعداد کل پاکستانی آبادی کا 1.85% ہے۔ سنہ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق اسلام کے بعد پاکستان میں ہندومت دوسرا بڑا مذہب ہے۔ سنہ 2010ء تک پاکستان میں دنیا کی پانچویں سب سے بڑی ہندو آبادی تھی اور پیو نے پیش گوئی ہے کہ 2050ء تک پاکستان میں دنیا کی چوتھی سب سے بڑی ہندو آبادی ہو گی پیو ریسرچ[14] کے مطابق ہندو آبادی کی تعداد 5.6 ملین تک پہنچ جائے گی ،اور سنہ 2050ء میں ہندو پاکستان کی آبادی کا 2% ہوں گے۔ سنہ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق ہندوؤں کی تعداد 2,443,614 تھی۔ ہندو پاکستان کے تمام صوبوں

---

[13] ایضا، ص 7

[14] پیو ریسرچ سینٹر واشنگٹن ڈی سی میں واقع ایک غیر جانبدار امریکی تحقیقی ادارہ ہے۔ یہ معاشرتی مسائل، رائے عامہ اور ریاستہائے متحدہ امریکا اور دنیا کی تشکیل دینے والے آبادی کے رجحانات کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔

میں پائے جاتے ہیں مگر سندھ میں ان کی اکثریت ہے۔ یہ بہت سی زبانیں بولتے ہیں مگر زیادہ تر سندھی، سرائیکی، مارواڑی اور گجراتی زبانیں بولی جاتی ہیں [15]۔

**صوبہ سندھ میں ہندو مندروں کی تعداد:**

اور اگر یہاں مندروں کی بات جائے تو پاکستان میں کم و بیش 400 کے قریب مندروں کی تعداد ہے، جن میں 145 مندر صوبہ سندھ میں ہیں، صوبہ سندھ کے سب سے بڑے شہر کراچی میں تقریبا8آٹھ چھوٹے بڑے، قدیم مندر موجود ہیں، جن میں ہنومان مندر گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال سے موجود ہے، اس کے ساتھ کراچی شہر میں ہی راماسوامی مندر کے نام سے مندر موجود ہے جس کا شمار پاکستان کے بڑے مندروں میں ہوتا ہے، دریالال مندر کراچی جو تقریبا300 سال پرانا مندر ہے، سندھ کے ایک اور شہر ٹنڈوالہیار میں شری رامدیو مندر موجود ہے، گھوٹکی سے تقریبا 5 کلو میٹر کے فاصلے پر ڈھرکی شہر کے قریب رہرکی میں رہرکی صاحب مندر کے نام سے مندر موجود ہے جسے پاکستان کا سب سے بڑا مندر کہا جاتا ہے، اسی طرح میر پورماتھیلو میں ھنومان مندر موجود ہیں الغرض پاکستان میں مندروں کی تعداد کے اعتبار سے صوبہ سندھ کے اکثر دیہی علاقوں میں مندروں کی تعداد سب سے زیادہ ہے جس کی وجہ سے یہاں ہندو مذہب کے سب سے زیادہ پیروکار موجود ہیں۔

**ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول**

یہ ایک حقیقت ہے کہ صوبہ سندھ مسلمانوں کے بعد سب سے زیادہ ہندوں مذہب کے پیروکار ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ صوبہ سندھ میں سب سے زیادہ جس مذہب کے لوگ تیزی کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں وہ ہندو مذہب کے ماننے والے ہیں، صوبہ سندھ خانقاہی نظام ایک قدیم ترین اصلاحی نظام کی حیثیت رکھتا ہے، اسی طرح مسلمانوں کی مختلف اسلامی و دعوتی تنظیمات کی بدولت ایک سال کے دوران ہی ہزاروں کی تعداد میں ہندو مذہب کے لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں جس سے دعوت و تبلیغ کی افادیت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔

جہاں تک ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول کی بات ہے تو حضور اکرم نبی محتشم ﷺ جس معاشرے میں تشریف لائے وہ بت پرستی کا مرکز سمجھا جاتا تھا، اور پاکستان میں صوبہ سندھ ہندو مذہب کا مرکز سمجھا جاتا ہے، یہ شاید غلط نہ ہو کہ عہد نبوی ﷺ میں عرب کا رسم و رواج، رہن سہن تمام معاشرے کے رسم و رواج کی عکاسی کرتا تھا، عرب میں موجود ہر وہ رسم موجود تھی جو دنیا بھر کے مختلف معاشرے میں پائی جاتی تھیں عرب میں وہ رسم و رواج بھی کثرت سے موجود تھیں جو آج بھی ہندو معاشرے کا حصہ ہیں، جن میں بت پرستی کی کثرت، توھم پرستی، بد شگونی، عوتوں کو طرح طرح کی رسم و رواج میں دھکیل کر اذیت و تکلیف دینا، ذات پات اور غلامی کا تصور وغیرہ "اسلام سے قبل دنیا اندھیری تھی، ہر طرف ظلم و جور

[15]: ویکی پیڈیا، پاکستان میں ہندو مت

کا دور دورہ تھا، کبھی رنگ و نسل کے نام پر، کبھی زبان و تہذیب کے عنوان سے اور کبھی وطنیت و قومیت کی آڑ میں انسانیت کو اتنے ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا تھااور ان ٹکڑوں کو باہم اس طرح ٹکرایا گیا تھا کہ آدمیت چیخ پڑی تھی، اس وقت کی تاریخ کا آپ مطالعہ کریں گے تو اندازہ ہوگا کہ پوری دنیا بدامنی و بے چینی سے لبریز تھی، وہ پسماندہ علاقہ ہو یا ترقی یافتہ اور مہذب دنیا، روم وافرنگ ہو یا ایران وہندوستان، عجم کا لالہ زار ہو یا عرب کے صحراء اور ریگزار؛ ساری دنیا اس آگ کی لپیٹ میں تھی" [16]۔

ظہورِ اسلام سے قبل دنیا کی مذہبی حالت نہایت خستہ تھی۔ عرب اس وقت کی آباد دنیا کے وسط میں واقع تھا۔ وہاں کفر و شرک اور جہالت ولا قانونیت کا دور دورہ تھا۔ قتل وغارت گری، ظلم وناانصافی کا راج تھا۔ عرب میں ایک دو نہیں، ہزاروں بت تھے۔ صرف خانہ کعبہ میں 360 بت تھے اور ہر ہر گھر کا بت الگ تھا، یہی نہیں؛ بلکہ معبودوں کی فہرست میں جنوں، فرشتوں اور ستاروں کا بھی نام تھا۔ کہیں کہیں آفتاب پرستی بھی رائج تھی [17]۔

## پہلا اصول: ہندو معاشرے میں رائج زبانوں میں پیغام دعوت پیش کرنا:

زبان کسی بھی قوم کی تہذیب وثقافت، معاشرہ یا تمدن کی روح ہوتی ہے۔ اسی میں بزرگوں کے اقوال، مفکروں کے افکار اور نظریاتی اساسات پوشیدہ ہوتی ہیں۔ دعوت و تبلیغ میں یہ وہ اصول ہے جسے تمام اصولوں کا سردار مانا جائے تو غلط نہ ہوگا، قرآن کریم کی روشنی میں اس اصول کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ‌ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ [18]

اس آیت میں ایک بہت اہم بنیادی بات بیان فرمائی اور وہ یہ کہ ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے ہیں وہ سب اپنی اپنی قوموں کی زبان میں ان سے بات کرتے تھے، اللہ تعالیٰ شانہ نے نبوت اور رسالت کا سلسلہ بھی جاری فرمایا ہدایت دینے کے لیے انبیاء کرام اور رسل عظام ( علیہ السلام) کو مبعوث فرمایا تعلیم و تبلیغ اور افادہ و استفادہ کا سب سے بڑا ذریعہ زبان ہی ہے جب زبانیں مختلف ہیں اور لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا اور باری تعالیٰ شانہ کے احکام بیان کرنا اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے پیغمبروں کے سپرد فرمایا تو ظاہر ہے کہ ہر نبی کو وہی زبان بولنا ضروری ہوا جو زبان ان کے مخاطبین کی تھی

---

[16] اختر امام عادل قاسمی، قرآن کریم کی روشنی میں افراد سازی، ماہنامہ دار العلوم دیوبند، محرم الحرام 1432، مئی 2011ء،

[17] محمد خلیل اللہ قاسمی، دنیائے انسانیت میں اسلام کا ہمہ گیر انقلاب، ماہنامہ دار العلوم دیوبند، محرم الحرام 1433، دسمبر 2012ء،

[18] ابراہیم 14: 4

(لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ) میں اس بات کو بیان فرمایا کہ جو بھی نبی آیا اس نے اپنی قوم سے انھیں کی زبان میں باتیں کیں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا [19]۔

''معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو دنیا کی ہر زبان دی گئی کیونکہ آپ تمام اقوام عالم کے لیے رسول ہیں قرآن فرماتا ہے ، انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ آپ توڈرانے والے اور ہر قوم کے لیے ہادی ہیں۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ کہہ دیں اے لوگو میں تم سب کے لیے اللہ کا رسول ہوں۔ جب آپ ہر قوم کے لیے رسول ہیں توما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ، کے مطابق آپ کی یہ شان ہے کہ آپ کو تمام اقوام کی زبانیں عطا کی جائیں چنانچہ آپ ﷺ کے پاس سلمان فارسی آئے، صہیب رومی آئے اور بلال حبشی آئے آپ نے سب کے ساتھ ان کی زبان میں بات کی، حتی کہ آپ ساری مخلوق کے رسول ہیں اور آپ ہر مخلوق کی زبان جانتے ہیں۔ آپ کے پاس جانوروں نے شکایات کیں۔ جیسے اونٹ، ہرنی، گوہ، اور خچر وغیرہ۔ آپ نے سب کی شکایات دور فرمائیں اور کیوں نہ ہو۔ آپ، وماار سلناک الارحمۃ للعالمین۔ کی شان والے ہیں اور آپ خود فرماتے ہیں ، ارسلت الی الخلق کافۃ۔ مجھے سب مخلوق کی طرف رسول بنایا گیا ہے '' [20]۔

پاکستان میں سندھی بولنے والوں کی تعداد تقریبن چار کروڑ اور بھارت میں تقریباً 70 لاکھ ہے اور سندھی کو پاکستان اور بھارت دونوں ملکوں میں قومی زبان کا درجہ حاصل ہے۔ سندھی بولنے والے زیادہ افراد پاکستان کے صوبہ سندھ میں ہیں، یہ وہی زبان ہے جس میں شاہ عبداللطیف بھٹائی سندھی زبان کے عظیم شاعر گزرے ہیں۔ شاہ لطیف نے سندھی زبان میں ایک نئی روح پھونک دی تھی آپ کی شہرت یافتہ کتاب'' شاہ جو رسالو ' ' سندھی زبان میں شاعری کا عظیم شاہکار ہے۔ اس کے علاوہ سندھ میں ، اردو، میراٹھی، سرائیکی زبان بھی کثرت سے بولی جاتی ہے ، لہذا داعی کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ وہ صوبائے سندھ میں بولی جانے والی صوبائی اور علاقائی زبانوں پر مکمل دسترس رکھتا ہو، تاکہ داعی اسلام کا پیغام آسان الفاظ میں پہنچا سکیں اور سننے والوں کو کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے، یہی تمام انبیاء کرام کا طریقہ ہے۔

### دوسرا اصول: سندھ میں ہندوؤں کے معاشرتی وسماجی حالات ومسائل کو مدنظر رکھنا:

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[19] عاشق الٰہی صاحب، تفسیر انوار البیان ، ابراہیم 14: 4

[20] قاری محمد طیب، تفسیر برہان، براہیم، 14: 4

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ[21]۔

"اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ اور ان سے بحث و مباحثہ کرنا پڑے تو بھی نہایت اچھے اور خوبصورت طریقے سے کرو"۔

آیت کریمہ میں مذکورہ لفظ حکمت سے مراد وہ دانشمندانہ طرز عمل اور حکیمانہ طریق کار ہے، جو آنحضرت ﷺ نے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اپنے عرب معاشرے کی اسلام کے مطابق اصلاح اور تشکیل میں اختیار فرمایا، بالفاظ دیگر کتاب اللہ میں حیات انسانی کے متعلق جو نظام فکر و عمل اور ضابطہ رشد و ہدایت تھا، اس کی تبلیغ و اشاعت، اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینے اور معاشرے میں اس کو قائم کرنے اور بروئے کار لانے کے لئے آپؐ نے جس خاص دانش اور اعلیٰ تدبر سے کام لیا، اس کا قرآنی نام حکمت ہے۔ "حضور ﷺ کی دعوتی زندگی پر جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو دعوت و تبلیغ کے فریضے کے تقدس اور عظمت کا پورا پورا احساس تھا آپؐ انسانی نفسیات کا بھی لحاظ فرماتے، مخاطب کے جذبات و احساسات کا بھی خیال رکھتے، موقع و محل کو بھی نگاہ میں رکھتے اور یہ بات بھی پیش نظر رہتی کہ کس سے کیا کہنا ہے کس انداز میں کہنا ہے کس رخ سے کہنا ہے، آپؐ خیال رکھتے کہ مخاطب میں بیزاری اور اکتاہٹ نہ پیدا ہو، دعوت سے بے پرواہی اور اس کی تحقیر کا جذبہ نہ ابھرے، وہ اسے اپنی سب سے قیمتی دولت اور سب سے اہم ضرورت کو سمجھ کر قبول کرے اور اسے اپنی ہی چیز تصور کرے"[22]۔

چونکہ دعوت و تبلیغ ہر عہد کے مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے اس لئے ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے وقت نبی کریم ﷺ کا اختیار کردہ مذکورہ حکمت حالات وزمانے، موقع و محل اور مخاطب کی رعایت کرتے ہوئے ملحوظ رکھے۔ سندھ میں ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے وقت داعی کی ذمہ داری ہے دعوتِ دین سے قبل سندھ میں موجود ہندو تہذیب و تمدن، اور ان کے معاشرتی، سماجی مسائل کا مطالعہ کرے اور جس علاقے میں دین کی دعوت دینا مقصود ہو وہاں کے اہل مکینوں سے معلومات حاصل اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل ہندو برادری کے سامنے پیش کرے۔

### تیسرا اصول: مشترک وغیر متنازعہ تصورات پہلے پیش کئے جائیں کلمۃ سواء کی طرف دعوت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[21] النحل ، 16: 125

[22] محمد یوسف اصلاحی، داعی اعظمؐ، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۲۰۰۸، ص ۶۰

قُلْ يَآَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ مبَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ [23]۔

**ترجمہ:** "(اے محمد ﷺ) آپؐ فرمادیجئے کہ اے اہل کتاب آئو ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (وہ) یہ (ہے) کہ بجزاللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں"۔

اس آیت سے تبلیغ ودعوت کاایک اہم اصول معلوم ہوتاہے، وہ یہ کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی جماعت کودعوت دینے کاخواہش مند ہو جو عقائد و نظریات میں اس سے مختلف ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ مخالف العقیدہ جماعت کو صرف اسی چیز پر جمع ہونے کی دعوت دی جائے جس پر دونوں کااتفاق ہو سکتا ہو، جیسے رسول اللہ ﷺ نے جب روم کے بادشاہ ہرقل کواسلام کی دعوت دی توایسے مسئلہ کی طرف دی جس پر دونوں کااتفاق تھا، یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر [24]۔

آنحضرت ﷺ نے تبلیغ شروع فرمائی تو سب سے پہلا زور توحید ورسالت پر صرف فرمایا: لاالہ الا اللہ یعنی کلمہ اسلام کی دعوت شروع کی۔ قریش پوچھتے ہیں کہ آپ ہم سے کیاچاہتے ہیں، فرمایا، فقط ایک کلمہ (بات) اگر تم اس کومان لوگے تو سارا عرب و عجم تمہارا زیر فرمان ہو جائے گا[25]۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"سب سے پہلے قرآن کی مفصل سورتوں سے ایک سورت نازل کی گئی جس میں جنت اور دوزخ کاذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف آگئے تب حلال اور حرام کے احکام نازل ہوئے اور اگر سب سے پہلے یہ حکم آجاتا کہ شراب نہ پیئو تو لوگ کہتے کہ ہم شراب کبھی نہیں چھوڑیں گے اور اگر یہ حکم دیاجاتا کہ زنا نہ کرو تو وہ کہتے کہ ہم زنا کبھی نہیں چھوڑیں گے" [26]۔

جہاں تک ہندووں میں ایک خدا کی بات ہے تو ہندوؤں کی مذہبی کتب میں سے مقبول عام کتب بھگودگیتاہے، جس کے باب 7، آیت 20 کے مطابق ایک خداکاتصور موجود ہے، " وہ جن کی عقل پر مادی خواہشات کے پردے پڑے ہوئے ہیں

[23] آل عمران 64

[24] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، باب کیف کان بدءالوحی الی رسول اللہ ﷺ، جلد 1، ص 8، حدیث نمبر 7، الناشر: دار طوق النجاۃ

[25] سید سلیمان ندوی، اسلام کانظام دعوت وتبلیغ، اسلام آباد، دعوۃ اکیڈمی، ۱۹۹۸، ص، ۱۶

[26] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری-بعث معاذالی یمن، مطبوعہ ہند (دہلی) ج 2، ص 624

وہ نقلی خداوؤں کو پوجتے ہیں'' پھر اسی طرح اپنشید جو کہ ہندوؤں کی مقدس کتب ہیں چندوگیا اپنشید۔۔۔ باب 6، سیکشن 2 آیت نمبر 1۔ چندوگیا اپنشید میں درج ہے کہ '' خدا محض ایک ہے، دوسرا خدا کوئی نہیں'' [27]۔

لہذا داعی کی یہ ذمہ داری ہے کہ دوران دعوت گفتگو میں متفقہ بنیادوں کو سامنے رکھے اور اختلافی موضوعات کو چھیڑنے کے بجائے متفقہ بنیادوں کے تقاضے واضح کئے جائیں بالخصوص ہندو مذہب کی مقدس کتب کی روشنی میں توحید کے تصور کو خوب واضح کیا جائے تاکہ وہ عقیدہ توحید کے قریب آئیں اسی طرح سے عقیدہ آخرت اور اسلام میں گناہوں سے نجات پر بشارت اور گناہوں سے پاکیزگی کے تصور کو بھی خوب واضح کیا جائے کیوں کہ رسول برحق ﷺ نے اپنی دعوت میں اس حکمت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔

**چوتھا اصول: تالیف قلب کے قرآنی اصول کی رعایت / مہمان نوازی اور تحائف کا لین دین:**

سماجی زندگی میں تحائف کی لین دین اور مہمان نوازی کی بڑی اہمیت ہے۔ اس سے دوستی بڑھتی ہے ، باہمی فاصلے کم ہوتے ہیں اور دلوں سے تکلیف و رنج کے آثار دور ہوتے ہیں، اس راز کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تهادوا تحابوا [28]۔ تحائف کا لین دین کرو محبت میں اضافہ ہوگا۔''

سندھ دھرتی کی قدیم روایت یعنی کہ مہمان نوازی اور اپنائیت سے کون واقف نہیں ہے؟ دوست تو دوست دشمن بھی اگر سندھ دھرتی کی مہمان نوازی دیکھتا ہے تو اس کی تعریف کیے بغیر نہیں رہتا۔ سندھ دھرتی کی روایات میں ہر آنے والے مہمان کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا جاتا ہے اور جانے والے مہمان کو مخصوص انداز میں الوداع کیا جاتا ھے جو کہ اس قوم کی خاصیت ہے، یہی وجہ ہے کہ سندھ کی دھرتی محبت کی دھرتی جس کا کردار ان انصار مدینہ کی طرح رہا ہے جس نے تقسیم ہند کے بعد آنے والے ہزاروں مہاجرین کے لیے اپنی بانھیں ایسے کھول دیں جیسے ان ہی کی منتظر تھیں۔ تقسیم ہند کے بعد سب سے زیادہ مہاجرین اسی صوبے میں آکر آباد ہوئے۔ یہ وہ اصول ہے جسے سندھ میں صوفیاء کرام نے جاری کیا جس کی بدولت اس دھرتی کے بے شمار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔

---

[27] ذاکر نائک، اسلام اور ہندومت ایک تقابلی مطالعہ مترجم محمد زاہد ملک، زبیر پبلشرز، اردو بازار لاہور، ص 12

[28] محمد بن اسماعیل بخاری، الادب المفرد، الناشر: دار الصدیق للنشر والتوزیع، ص 221

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک بار ایک بکری ذبح کرائی، غلام کو ہدایت کی کہ وہ سب سے پہلے پڑوسی کو گوشت پہنچائے۔ ایک شخص نے کہا: حضور! وہ تو یہودی ہے، آپؓ نے فرمایا یہودی ہے تو کیا ہوا، یہ کہہ کر رسول اکرم کا ارشاد نقل فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے اس قدر اور مسلسل وصیت کی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسیوں کو وراثت میں حصہ دار بنادیں گے[29]۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم نے ایک کافر کی مہمان نوازی کی۔ نبی کریم نے اس کے لئے ایک بکری منگوائی اور اس کا دودھ دوہا گیا۔ وہ اس کا دودھ پی گیا۔ پھر ایک دوسری منگوائی گئی اور اس کا دودھ دوہا گیا تو اس نے اس کا دودھ بھی پی لیا۔ پھر ایک تیسری بکری منگوائی گئی تو وہ اس کا دودھ بھی پی گیا۔ حتیٰ کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ اگلے دن صبح کے وقت اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر رسول کریم نے بکری منگوائی اور اس کا دودھ دوہا گیا۔ پس اس نے دودھ پی لیا پھر نبی کریم نے اس کے لئے ایک اور بکری منگوائی مگر وہ اس کا دودھ مکمل طور پر نہ پی سکا" [30]۔

اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور مزاج پرسی کی تعلیم دی گئی ہے، اس سے ہمدردی کا اظہار اور مریض سے یگانگت ہوتی ہے، اس کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم کی عیادت کا بھی یہی حکم ہے۔

عَن أنس قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ[31]

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لئے گئے۔

مذکورہ بالا آیات قرآنی اور احایث نبوی ﷺ کی رو سے ہم ان کفار سے دوستی کر سکتے ہیں جو ہمارے ساتھ جنگ نہیں کرتے اور نہ ہی ہمیں گھروں سے نکالتے ہیں یعنی جو فتنہ وفساد نہیں پھیلاتے۔ لہذا داعی کو چاہیے حسب ضرورت ایسے معاشرے میں دوستی قائم کرے اور دوستی کا مقصد ان کو نارِ جہنم سے بچانا اور راہِ راست پر لانا ہونا چاہیے۔ اس لیے جب غیر مسلم دوست کو تحفہ دینا ہو تو پڑھنے کے لیے کوئی کتاب، کوئی کھانے کی چیز یا پہننے کی شے دی جائے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق دے تو مہمان نوازی بھی کرے، یاد رہے ایسا تحفہ نہ دیا جائے جو شرعاً حرام ہو یا جس سے ان کے کفر کو مزید تقویت ملے۔

---

[29] امام ابوداود سجستانی، سنن ابن ابی داود ، باب فِي حَقِّ الْجِوَارِ، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا—بيروت، ج4، ص338

[30] جامع ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ المُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، الناشر: دار الغرب الإسلامي – بيروت ،جلد 4، ص 267

[31] محمد بن اسماعیل بخاری، بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ ، الناشر: دار طوق النجاة، جلد2، ص94

**پانچواں اصول: ہندو معاشرے میں" احترام انسانیت" کے اسلامی پیغام کو طرح سے عام کرنا:**

اسلام میں ہر عام و خاص کو داخلے کی اجازت ہے۔ جس میں علاقے، قومیت اور رنگ و نسل کی کوئی تفریق نہیں۔ اس کی نرم اور لچک دار پالیسیوں کی وجہ سے بنی نوع انسان کے حقوق کو تحفظ ملتا ہے اس کا منشور دہشت گردی، فساد فی الارض اور انسانی طبقات کی ایذار سانی کی سراسر مخالفت کرتا ہے اور ایسا کرنے والوں کو بہ بانگ دہل مجرم قرار دیتا ہے۔ اس کے ہر شعبے میں نرم خوئی، امن و سلامتی اور انسان دوستی کا ایک طویل ترین باب ملتا ہے۔ اسلام امن کا داعی اور ساری انسانیت کے لیے پیام رحمت ہے۔ حقوق العباد کے عنوان سے اسلام کا ایک شرعی کلیہ اور ضابطہ بھی موجود ہے جس کا توسیعی مظہر امن و سلامتی، رحمت اور احترام انسانیت سے ہی ماخوذ ہوتا ہے اور اسی بنیاد پر اسے دینِ رحمت کہا جاتا ہے۔ جبکہ ہندو معاشرے میں ذات پات کے تصور نے انسانیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

**ذات پات یا نظام ذاتیات** (Caste System) ہندؤں میں قدیم زمانے میں ایک نظام پایا جاتا تھا۔ بھارت میں ذات پات کا نظام آج سے نہیں بلکہ قدیم ہندوستان میں بھی یہ نظام رائج تھا۔ تین ہزار سال قبل ایک کتاب جس کا نام مانو سمرتی ہے، اسے ہندو مذہب کے قوانین کا بانی گردانا جاتا ہے۔ گو کہ قدیم ہندو راج کے بعد مغل سلطنت اور پھر برطانوی دور میں آنے والی مختلف تبدیلیاں اس کی شدت میں کمی ضرور لائیں لیکن آج بھی یہ اپنی پوری شد و مد سے جاری و ساری ہے۔ آج بھی بھارت میں تعلیم، نوکری اور رشتے ناتوں کی بنیاد ذات پات ہے۔ آج کے بھارت کے آئین میں ذات پات کی تقسیم اور تفریق پر پابندی ہے۔

**چھٹا اصول: آسانی اور خوشخبری والے معاملات کا مذاکرہ/تیسیر و تبشیر**

ہندو مذہب چونکہ مختلف روایات اور مختلف مذاہب کی روایات کا مجموعہ ہے اور مختلف رسومات بھی اس مذہب کا حصہ ہیں لہذا اس مذہب میں بالخصوص توہم پرستی اور بدشگونی کو کافی اہمیت دی جاتی ہے " ہندوؤں کی معاشرتی رسوم دو پہلوؤں سے اہم ہیں جن کا موازنہ اسلامی رسوم سے کیا جاسکتا ہے ایک یہ کہ ان میں بعض رسوم کا تعلق تو اعتقاد سے ہے جو ہندوؤں میں زیادہ تر اوہام پرستی پر مبنی ہیں، مثلاً پانی عبور کی رسم " سواستیایانا" زمین میں ہل چلاتے وقت " روہینی" یا " نکشاترا" کی رسوم جن میں برہمن بل کو مس کرتے ہوئے معاوضہ لے لیتا ہے، باغات، جوہڑوں کو تقدس دینے کی رسوم، نیک و بدشگونی کے رسوم، فاختہ یا الو کے گھر بیٹھنے کے سلسلے میں ادا کی جانے والی رسومات اور چیونٹیوں کی سوراخ کی رسوم وغیرہ یہ رسومات زیادہ تر اوہام پر مبنی ہیں ان کا موازنہ اسلام سے قبل عربوں اور دوسری اقوام میں رائج رسوم سے کیا جاسکتا ہے"[32]۔

[32] حسین فاروق، اسلامی اور ہندو معاشرہ: موازنہ اور تنقیدی جائزہ، ص528

توہم پرستی اور بد شگونی پر یقین رکھنے والے کافی ذہنی ڈپریشن کا شکار رہتے ہیں اور انسان کی زندگی پر کافی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں داعی اور مبلغ کو چاہئے کہ جس جماعت کو دعوت دے اس میں آسان سے آسان طریقے سے دین کو پیش کرے اور شروع ہی میں سختی نہ کرے، ان سے خوشخبری اور اعمال کی بشارت اور رحمت و مغفرت الٰہی کی وسعت کا تذکرہ کرے، اور دین کو آسان پیش کرے، دین کو آسان بنانے کا مطلب یہ ہے کہ دین کی دعوت اس طرح پیش کی جائے کہ مخاطب کو دین اپنانا اور اس پر عمل کرنا آسان محسوس ہو، دین کو اس انداز سے سامنے نہ لایا جائے کہ سننے والوں کو ہمتیں جواب دینے لگیں اور وہ کچھ اس طرح سوچنے لگیں کہ ایسے دین کو قبول کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب بھی دو امور کے بارے میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپؐ ان میں سے آسان پہلو کو چن لیتے تھے، سوائے اس کے کہ وہ کوئی گناہ کا معاملہ ہوتا، اگر ایسا ہوتا تو آپؐ سب سے زیادہ اس کے دور رہتے تھے "[33]۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا، وَلاَ تُنَفِّرُوا [34]

"لوگوں کو دین سکھاؤ، دین کی تعلیم دو اور تعلیم میں آسانی پیدا کرو، دشواری پیدا نہ کرو"۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبلؓ یمن بھیج رہے تھے تو انہیں نصیحت فرمائی:

يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا [35]

"آسانی پیدا کرو، تنگی نہ لاؤ اور لوگوں کو خوشی سے بات کہو، انہیں متنفر نہ کرو، لوگوں کو خوشی سے اپنی پیروی کرنے پر آمادہ کرو"۔

**خلاصہ**

ہادیِ اعظم، سیّد عرب و عجم، سرورِ عالم، سیّد المرسلین، خاتم النبیّین، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا، نبی رحمت ﷺ کی شریعت اور آپ ﷺ کا لایا ہوا دین کامل و مکمل، ابدی ضابطۂ

[33] قاضی محمد عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، ج1، ص72

[34] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، الناشر: دار طوق النجاۃ، ج1، ص25

[35] محمد بن اسماعیل بخاری، الناشر: دار طوق النجاۃ، جلد 5، ص162

حیات اور رُشد وہدایت کا مثالی سرچشمہ ہے، شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جس فراست وتدبّر، حکمت وبصیرت اور دعوت وتبلیغ کی مثالی حکمتِ عملی کو اپنایا، کہ جس کی بدولت ایسی ایسی ہستیاں مشرف باسلام ہوئیں، جن کے زرّیں کارناموں سے ملتِ اسلامیہ کی تاریخ کے صفحات جگمگا رہے ہیں۔ بے مثال خوبیوں اور عظیم صلاحیتوں سے مالامال شخصیتوں نے ایسے نازک وقت اور مشکل حالات میں حبیب کبریا علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے اسلام کو دل کی گہرائیوں سے قبول کیا، اسی دعوت وتبلیغ کی بدولت اسلام عرب اور اس کے ارد گرد تیزی سے پھیلنے لگا،آپ کے بعد خلفاء راشدین سے لے کر آج تک داعیان اسلام کی محنت کی بدولت اسلام دور دراز علاقوں تک پھیلتا چلا گیا۔ جہاں تک تعلق ہے سندھ کا جسے تاریخ اسلام میں باب الاسلام بھی کہا جاتا ہے، پاکستان میں اسلام کا تذکرہ ہمیشہ قدیم ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ آتا ہے۔ اس خطے میں اسلام کی کرنیں صحابہ کرام کے عہد میں پہنچ چکی تھیں اس عہد کے بعد تابعین اور تبع تابعین، سلاطین اور صوفیاء کرام کی دعوت دین کی بدولت اس خطے کے لوگ تیزی سے اسلام قبول کرنے لگے،آپ حضرات نے ہر دور میں دعوت کے ہر اس اسلوب کو اپنایا جس سے لوگوں میں دین کی محبت قائم ہو، عوام دین کو جبراً نہیں بلکہ محبت سے قبول کرے جس میں خدمت خلق، امن ومحبت کے پیغام کو نہایت اہمیت حاصل تھی جو آج بھی داعیان حق کے لئے اہم اصول ہیں، لہٰذا اس مقالے میں اس خطہ اور اس معاشرے کو مد نظر رکھتے ہوئے سیرت طیبہ کی روشنی میں دعوت کے اسلوب ترتیب دیے گئے ہیں جن میں پہلا اصول : ہندو معاشرے میں رائج زبانوں میں کلام کرنا، دوسرا اصول : سندھ میں ہندوؤں کے معاشرتی وسماجی حالات ومسائل کو مد نظر رکھنا دعوت دینا، تیسرا اصول : کلمۃ سواء کی طرف دعوت دینا، چوتھا اصول : مہمان نوازی اور تحائف کا لین دین کے ذریعہ دعوت دینا، پانچواں اصول : اسلام کا پیغام ” احترام انسانیت “ عام کرنا، چھٹا اصول: تیسیر وتبشیر کے ذریعے دعوت دینا،اور جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نومسلموں کے ساتھ تالیفِ قلب کے اصول کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ غیر مسلموں کو صرف اور صرف عقائد کی دعوت دی جائے۔۔ دورانِ دعوت وتبلیغ فروعی اختلافات کے بیان سے گریز کیا جائے۔ہادیِ عالم، سرورِ کائنات امام الانبیاء کی سیرتِ طیّبہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ آپؐ نے دعوت کے کام کو باقی تمام کاموں پر مقدم رکھا اور ہر دور اور ہر حالت میں اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہمہ وقت مصروف رہے۔ آپؐ اول بھی داعی تھے اور آخر بھی داعی اور صرف داعی الی اللہ۔ اس حوالے سے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم آپؐ کی دعوتی زندگی کے اہم پہلوئوں کا مطالعہ کریں، تاکہ اپنی ذمّے داریوں کو آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ادا کرنے کی کوشش کر سکیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)